عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا — ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

قادیان

فی پرچہ ایک آنہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ... ششماہی ... سہ ماہی ...

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

مورخہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۵ھ

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ خیر و عافیت سے ہیں

بجائے ۱۰ اکتوبر کے حضور ۱۱ اکتوبر کو قادیان تشریف لائینگے

والدہ صاحبہ میاں ناصر احمد صاحب ۷ اکتوبر کو ڈلہوزی سے قادیان تشریف لے آئیں *

سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب کے بھائی سیٹھ احمد الہ دین صاحب کے حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے آنے کی خبر موصول ہوئی ہے *

مباحثہ تمار چور سے فارغ ہو کر مولوی عبد الحکیم صاحب تو قادیان آ گئے ۔ اور مولوی قمر الدین صاحب مولوی عبد الاحد صاحب سادھو والا (سیالکوٹ) روانہ ہو گئے ۔ جہاں ۹ تا ۱۳ اکتوبر قیام کرینگے

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بعد نماز جمعہ ڈلہوزی وچیبہ کو روانہ ہو گئے *

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل ۷ اکتوبر شام لائل پور سے قادیان پہنچ گئے ہیں ۔ آپکے زخم کی حالت اچھی ہے ۔ ابھی آپ رخصت پر ہیں *

مال کوشش سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے آتا ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

" یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے ۔ اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو ۔ اور خدا سے بھی ۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو ۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے ۔ اور اگر تم میں سے کوئی خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کریگا ۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دیجاویگی ۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے ۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے ۔ وہ ضرور اسے پائیگا ۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا ۔ جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئیگا ۔ یہ خیال مت کرو ۔ کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے ۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے ۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دیکر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اسکے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو ۔ بلکہ یہ اس کا احسان ہے ۔ کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے "

* * *

اخبار احمدیہ

مولوی غلام رسول صاحب لنگوی کہاں ہیں؟

قریباً عرصہ ڈیڑھ ماہ سے

مولوی غلام رسول صاحب لنگوی کو علاقہ ضلع سیالکوٹ کی احمدیہ انجمنوں کے دورہ کے لئے لگایا ہوا ہے۔ ابتداء میں ان کی ایک دو رپورٹیں آئی ہیں۔ پھر ان کی اطلاع سیالکوٹ سے بیماری کی آئی۔ جس کو عرصہ بیس یوم سے زائد ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کوئی اطلاع یا رپورٹ ان کی طرف سے نہیں ملی۔ کہ وہ کہاں ہیں۔ ضلع سیالکوٹ کے کسی دوست کو معلوم ہو۔ تو ان کا مفصل پتہ خط و کتابت کے لئے دیں۔ والسلام

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ

تبلیغی رپورٹیں جلد ارسال کریں

سیکرٹری صاحبان کی طرف سے تبلیغی رپورٹیں بہت سست رفتاری سے آرہی ہیں۔ میں نے اخبار الفضل مجریہ ۱۸ ستمبر کے صفحہ ۷ پر بعنوان "ایک شکوہ" احباب سے پُرزور درخواست کی تھی۔ کہ وہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ تبلیغی بھیجدیا کریں۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ آج ۷ اکتوبر تک صرف چھ جماعتوں کی طرف سے رپورٹ پہنچی ہے۔ میں اس اعلان کے ذریعہ سے سیکرٹری صاحبان تبلیغ انجمنہا احمدیہ سے پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد رپورٹیں بھیج کر مشکور فرمائیں۔ شہری اور قصباتی جماعتوں کا تساہل اس معاملہ میں بہت ہی غیر مناسب ہے۔

ضروری نوٹ:۔ رپورٹ سرکلر نمبر ۱ کے مطابق اور مفصل ہو اور "تبلیغ امراء" کے متعلق خاص طور پر ذکر ہو۔ بغیر اس کے رپورٹ قابل اعتراض ہوگی۔ والسلام

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایک احمدی زرگر کی امداد

ایک احمدی زرگر جو بیان کرتا ہے کہ مجھے احمدیت کی وجہ سے لوگ کام نہیں دیتے۔ جس کے متعلق امیر صاحب جماعت مقامی نے بھی تصدیق کی ہے۔ کہ یہ شخص بد معاملہ نہیں ہے۔ اپنے کام میں ماہر ہے۔ جس جگہ ہماری جماعت کافی ہو۔ اور وہاں پر زرگر کی ضرورت بھی ہو۔ تو دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ تا ان کو بھجوا دیا جائے۔ گو امیر صاحب مقامی ان کی حسن معاملگی کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن معاملہ کی بات میں ذاتی تجربہ پر اعتقاد کی بنیاد رکھنی زیادہ مستحکم ہوتی ہے۔ اس لئے اپنے تجربہ کی بناء پر اعتبار کریں۔ بہرحال ان کی امداد کرنی ضروری ہے۔ ذوالفقار علی خان ناظر

نظم

جذباتِ گوہر

(از جناب ذوالفقار علی خان صاحب گوہر)

فضل و کرم سے اپنے تو پھر ہمیں آ خدا سنا
مُردوں کو زندہ کر دیا جس نے وہی ندا سنا

وصلِ حبیب کی خبر مژدۂ جانفزا سنا
آئی ہو کوئے یار سے کچھ تو کچھ اے صبا سنا

کس کو سناؤں کیا کہا کس کو بتاؤں کیا سنا
جس کو کہا بھلا کہا جس سے سنا بُرا سنا

اے شہِ حسن پھر ہمیں چہرۂ دلکشا دکھا
اپنا کلام جانفزا پھر ہمیں دلربا سنا

یوں تو شکایتیں بہت سنتے ہیں آپ غیر سے
میری زباں سے بھی کبھی اپنے کوئی گلا سنا

آپ کی بزمِ ناز میں مہر بلب کھڑا ہوں میں
آپ نے کوئی بات کی مجھ سے نہ مدعا سنا

دردِ دل اے خدا مرا کون سنیگا اس طرح
ہم نے ذرا ذرا کہا تو نے ذرا ذرا سنا

بات کے لوٹ پھیر میں رنج کا احتمال ہے
آپ نے جو کہا کہا بندہ نے جو سنا سنا

جاتا ہے گوہرِ حزیں آئے نہ آئے دیکھیو
بخش دو اس غریب کا دوستو سب کہا سنا

اعلان ضروری

صدر انجمن احمدیہ کی اراضیات متصل نور ہسپتال جانب دکن اگر کسی صاحب نے پیشتر خریدی ہیں۔ تو جو ثبوت ان کے پاس ہو۔ محمود افسر جائداد کے دفتر میں پیش فرمائیں۔ اس کے لئے تاریخ طبع اعلان سے ایک ماہ کا نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ اس کے بعد یہ اراضیات از سر نو فروخت کی جائینگی۔ ذوالفقار علی خان۔ قائمقام ناظر اعلیٰ و افسر جائداد

اعلان نکاح

۲۳ ستمبر ۱۹۲۶ء کو بعد از نماز مغرب مرزا عبدالغنی صاحب ولد مرزا سلیمان بیگ صاحب کا نکاح بعوض دس ہزار شلنگ مہر پر زبیدہ بی بی صاحبہ دختر بابو محمد عالم صاحب کے ساتھ بھائی فضل الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ یوگنڈا نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت کرے۔ خاکسار سید معراج الدین از ممباسہ کینیا کالونی

درخواست دعا

عاجز آج بنگہ سالاروالا میں برادرم ملک کرم الٰہی صاحب احمدی ضلعدار نہر کے پاس مقیم ہے۔ یہاں سے لاہور چند روز ڈاکٹروں سے مشورہ کے واسطے جاتا ہے۔ اور وہاں سے انشاء اللہ قادیان۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ عاجز کی صحت کے واسطے دعا فرمائیں

خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۶ اکتوبر ۲۶ء

(۲) میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق ڈلہوزی سے ہی بیمار ہو کر واپس قادیان آئے تھے۔ تا ہنوز آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳) میاں سراج الدین صاحب لاہور بیمار تھے۔ ابھی کمزوری بہت ہے۔ احباب ان کی کامل صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ خاکسار نذیر احمد چغتائی۔

(۴) میری لڑکی امۃ الرحمٰن چھ ماہ سے سخت بیمار ہے۔ اور میری والدہ صاحبہ کاٹھ گڑھ میں تپ سے بیمار ہیں۔ احباب دونوں کی صحت کے لئے دعا کریں۔ عبدالحی خان جالندھر

(۵) میرا لڑکا بشیر احمد بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد الدین احمدی چپراسی تحصیل امرتسر۔

دعائے مغفرت

خاکسار کے والد ماجد ملک محسن خان بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب ان کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار غلام نبی اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس لک

(۲) بندہ کا بھانجا عزیز مشتاق احمد برضاء الٰہی فوت ہو گیا ہے۔ احباب دعائے صبر و نعم البدل فرمائیں۔

خاکسار شیخ اسمٰعیل احمدی۔ مڈھ رانجھا

(۳) میری اہلیہ فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت مخلص احمدی عورت تھی۔ احباب اس کے لئے درد دل سے دعائے مغفرت فرمائیں۔

عباد اللہ خان احمدی مختار درجہ اول دہجوی (پٹیالہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
یوم سہ شنبہ قادیان دارالامان - ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء

احمدیہ مسجد لنڈن

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذان ہماری

مرکز شرک سے آوازۂ توحید اٹھا
دیکھنا دیکھنا مغرب سے ہی خورشید اٹھا
نور کے سامنے ظلمت بھلا کیا ٹھہریگی
جان لو جلد ہی اب ظلم صنادید اٹھا
(حضرت خلیفۃ المسیح ثانی)

اے احمدی جماعت کی عورتو! اور اے احمدی جماعت کے مردو! اے احمدی جماعت کے بچو! اور اے احمدی جماعت کے بوڑھو! مبارک ہو تمہیں صد مبارک کہ آج وہ مسجد تمہارے رب العلاء کے آگے سربسجود ہونے والوں کے لئے کھل گئی۔ اور اس کا افتتاح ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہوگیا۔ کہ جسے تم نے اپنا تن خرچ کرکے بنایا۔ جسے تم نے اپنا من خرچ کرکے بنایا۔ جسے تم نے اپنا دھن خرچ کرکے بنایا۔ ہاں ہاں اس حد تک خرچ کرکے بنایا۔ کہ اگر تم نے بوقت زر افشانی کل کا فکر نہ کیا۔ تو تمہاری عورتوں نے آج کا فکر بھی چھوڑ دیا۔ تم نے اگر اپنی کمائی آگے لاکے رکھدی تو تمہاری عورتوں نے اپنا اندوختہ ہی نہیں۔ اثاثۃ البیت ہی نہیں۔ اپنا پیارا زیور بھی خانۂ خدا کے لئے دے دیا اور اس جوش و خروش سے دیدیا۔ کہ لینے والے کو رقم چندہ بڑھانی پڑگئی۔ اے احمدی جماعت یہ تیرا جوش ہی تھا۔ یہ تیرا عشق و ہمت ہی تھا۔ یہ تیرا جذبۂ قربانی ہی تھا۔ تیرا ولولۂ ایثار ہی تھا۔ یہ تیرا شوق اعلائے کلمۃ اللہ ہی تھا کہ یا تو تیس ہزار کا سوال تھا یا پھر سو ہزار کا ہوگیا۔ اور تیرے جوش نے تیرے عقد نے تیرے ارادے نے تیرے جذبہ نے کہا کہ سو ہزار نہیں سو لاکھ بھی اگر ہو جائے۔ تو بھی کیا ہے ادا ہوگا۔ اور اسی جوش و خروش کے ساتھ ادا ہوگا۔ جو خدا کی برگزیدہ اور اس کے نام کی غیرت رکھنے والی جماعتوں کے شایان شان ہے ٭

اللہ اللہ! ایک غریب جماعت اور یہ عزم راسخ اور عزم راسخ بھی خدائے واحد کی وحدانیت کے ابلاغ و نشر کے لئے۔ کہ سردار قوم تو تیس ہزار روپیہ تجویز کرے۔ اور یہ کہے :-

"اس جماعت کے اخلاص اور اس کام کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کے مرد اور عورتیں اس کار خیر کے پورا کرنے میں دلی جوش سے قدم بڑھائیں گے" (الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء)

لیکن حالت یہ ہو کہ صرف قادیان میں ہی اک سرسری گفتگو سے رقم چندہ بارہ ہزار تک پہنچ جائے۔ اور ابھی جوش و خروش باقی ہو۔ آخر یہ اس دیوانگی اور جنون کا ہی نتیجہ ہے۔ جو اس غریب جماعت کو خدا کا نام بلند کرنے کے لئے ہے۔ ادھر لنڈن میں مسجد بنانے کے لئے قادیان کی مسجد مبارک میں ۸ جنوری ۱۹۲۰ء کی ظہر کو سرسری طور پر آواز اٹھتی ہے۔ ادھر سورج نہیں چھپتا کہ یہ عالم پیدا ہو جاتا ہے کہ مرد اور عورتیں اور بچے سب ایک ہی نشہ میں مخمور نظر آتے ہیں۔ اگر ایک بار چندہ دیکر دل کی لگی نہیں بجھتی۔ تو دو بار دیتے ہیں۔ پھر اگر اس طرح بھی نہیں بجھتی۔ تو مردہ رشتہ داروں کے نام پر دے رہے ہیں۔ غرض خدا کا گھر کفر و ضلالت کے مرکز میں کھڑا کرنے کے لئے جو کچھ پاس ہے سب نثار کر رہے ہیں۔ اور رو رو کر نثار کر رہے ہیں۔

آخر اس مسجد کی ضرورت کیا تھی؟ اس سوال کا جواب آج اس عمدگی سے نظر نہیں آ رہا جس عمدگی سے مستقبل میں انشاء اللہ العزیز نظر آئے گا۔ جبکہ اس شرک و ضلالت کے گڑھ میں اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعروں سے ظلمت کے تمام پردے چاک ہونگے۔ جبکہ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح کی آواز سے مرکز شرک کی غفلت شعار اور بے دین ہستیاں آستانۂ قدس حضرت احدیت مآب پر سربسجود ہونگی۔ جبکہ اس عیسائیت کے گڑھ میں پرچم اسلام لہرا لہرا کر شان اسلامی کو ظاہر کریگا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا تھا۔ جب تک کہ انتشار توحید کے لئے کوئی مستقل مرکز قائم نہ ہوتا۔

یہ مسجد معمولی مسجد نہیں۔ بلکہ ایک خاص مسجد ہے گو قصیر الجثہ ہے۔ مگر عظیم الشان ہے۔ اور اس کی عظمت شان اسی سے ظاہر ہے۔ کہ یہ خدا کی منشاء کے مطابق بلکہ اس کی منظوری کے بعد بنی ہے۔ حضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی رویت تین بار ہوئی۔ ایک بچپن کے زمانے میں۔ دوسرے جماعت کے لوگوں کا کسی ایسے نقطہ کی طرف جانے کے وقت کہ خطرہ تھا کہ وہ کفر میں پھنس جائیں۔ اور تیسرے اس مسجد کی تعمیر کے سوال کے موقعہ پر۔ چنانچہ حضور ۹ جنوری ۱۹۲۰ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں :-

"تیسری دفعہ آج شب مجھے خدا تعالیٰ کی رویت ہوئی ہے۔ جس سے مجھے یقین ہے۔ کہ یہ کام مقبول ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ میں مسجد لنڈن کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حضور پیش کر رہا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دو زانو بیٹھا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جماعت کو چاہیئے کہ "جد" سے کام لیں۔ اور "ہزل" سے کام نہ لیں۔ "جد" کا لفظ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسرا لفظ "ہزل" اسی حالت میں معاً میرے دل میں آیا تھا۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ جماعت کو چاہیئے کہ اس کام میں سنجیدگی اور نیک نیتی سے کام لے۔ ہنسی اور محض واہ واہ کیلئے کوشش نہ کرے۔"

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ)

پس یہ مسجد خدا تعالیٰ کی منظوری کے بعد بنائی گئی۔ اور اس میں قبولیت کے نشان رکھے گئے۔ بناءً علیہ یہ ان مسجدوں سے جو عام ہیں۔ ایک عظمت۔ ایک برتری اور ایک تفوق رکھتی ہے۔ پس یہ مسجد فی الواقع ویسی ہی ہے۔ جیسا کہ حضور خلافت مآب نے اس مسجد کے چندہ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا :-

"...... وہ مسجد ایک نقطہ مرکزی ہوگی۔ جس میں سے نورانی شعاعیں نکلکر تمام انگلستان کو منور کر دینگی"

(الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۲۰ء صفحہ ۳)

پس آج احمدی جماعت کی خوشیوں کی حد نہیں۔ کہ اس کی محنتوں اور قربانیوں سے ایک ایسی مسجد تیار ہوگئی۔ جو خدا کو بھی پسند ہے۔ اور جسے خدا نے پہلے ہی سے مقبول بنا دیا ہے۔ ہاں ہاں ایسی مسجد تیار ہوگئی۔ جس کے لئے دولتمندوں کو توفیق نہ دی گئی۔ ذی مقدرت اشخاص کو توفیق نہ دی گئی۔ اور سب سے بڑھکر یہ کہ امراء و سلاطین کو توفیق نہ دی گئی۔ مگر اس غریب جماعت کو دی گئی۔ جو ہر وقت راہ خدا میں سرفروشی کے لئے تیار ہے۔

مسجد لنڈن کی تعمیر کے لئے پہلا اظہار خیال ۸ جنوری ۱۹۲۰ء کو ہوا۔ اظہار خیال کیا ہوا دبا ہوا جوش خروش میں آگیا۔ اور جذبات میں ابھار پیدا ہوگیا۔ اور وہ بات جو مدتوں سے کسی کو میسر نہ ہوئی۔ مہینوں کیا ہفتوں بلکہ دنوں میں اس جماعت کو میسر آگئی۔ چنانچہ ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء کو مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ولایت سے اطلاع دیتے ہیں :-

"جیسا کہ ہفتہ گذشتہ کے خط میں ذکر کیا گیا تھا۔ مسجد احمدیہ

کے لئے مکان اور زمین خریدلی گئی ہے اس کے ساتھ ہی مسجد کی تعمیر کا انتظام بھی شروع ہے۔ نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ جس کی ایک نقل اس ہفتہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں برائے منظوری روانہ کر دی گئی ہے" (الفضل ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء)

اور اسی تاریخ کے اخبار میں اسی مطلب کا ایک اعلان منجانب جناب ناظر صاحب تالیف و اشاعت بھی شائع ہوا۔ غرض زمین خرید لی گئی۔ اور مکان کی مرمت وغیرہ کرا کے مبلغین جماعت احمدیہ اس میں چلے گئے۔ اور وہاں نماز با جماعت ہوتی رہی۔ اس مسجد کے لئے جب زمین خریدی گئی۔ تو حضور خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اس وقت ڈلہوزی میں تھے۔ اور حضور نے ۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو اس خوشی کی تقریب میں بمقام ڈائن کنڈ ایک جلسہ منعقد کیا جس میں کچھ چندہ بھی کیا گیا۔ اور حضور نے سب کو یہ ارشاد بھی فرمایا۔ کہ اس خوشی کے موقعہ پر سب دوست کچھ نہ کچھ شعر کہیں چنانچہ سب نے کہے۔ اور حضور نے خود بھی کہے۔ جن میں سے بعض اشعار ہدیہ احباب ہیں:۔

تری محبت میں میرے پیارے ہر اک مصیبت اٹھائینگے ہم
مگر نہ چھوڑینگے تجھ کو ہرگز نہ تیرے در سے پر جائینگے ہم

ہمیں بھی ہے نسبت تلمذ کسی مسیحا نفس سے حاصل
ہوا ہے بے جان گو کہ مسلم مگر اب اسکو جلائینگے ہم

مٹا کے نقش و نگار دیں کو یونہی ہے خوش دشمن حقیقت
جو پھر کبھی بھی نہ مٹ سکیگا اب ایسا نقشہ بنائینگے ہم

خدا نے ہے خضر راہ بنایا ہمیں طریق محمدی کا
جو بھولے بھٹکے ہوئے ہیں انکو صنم سے لاکر ملائینگے ہم

مٹا کے کفر و ضلال و بدعت کرینگے آثار دیں کو قائم
خدا نے چاہا تو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائینگے ہم

وہ شہر جو کفر کا ہے مرکز ہے جس پہ دین مسیح نازاں
خدائے واحد کے نام پر اک اب اس میں مسجد بنائینگے ہم

پھر اس کے مینار پر سے دنیا کو حق کی جانب بلائینگے ہم
کلام رب رحیم و رحمان بیانگ بالا سنائینگے ہم

غرض اس کی ضروری مرمت کے بعد جیسا کہ بیان کیا گیا احمدی مبلغین نے اس میں بود و باش اختیار کی۔ اور ایک احمدیہ دارالتبلیغ کا افتتاحی جلسہ ہوا۔ جس کے متعلق ریویو کا ایک برقی پیغام جو ۱۰ فروری ۱۹۲۱ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور سے ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء کے الفضل میں ترجمہ کیا گیا۔ پوری پوری روشنی ڈال رہا ہے۔ ریویو کا وہ برقی پیغام یہ ہے:۔

"لنڈن ۷ فروری۔ کل ایک خوش منظر رسم ادا ہوئی ہندوستانیوں نے جو رنگ برنگ کی پگڑیاں باندھے ہوئے تھے۔ اور لاگوس کے رئیس علوا (رئیس اعظم) نے ریشمی جبے پہنے ہوتے نئی اسلامی انسٹی ٹیوشن کا افتتاح کیا۔ جو فی الحال ایک عظیم الشان مکان واقعہ پٹنے میں قائم کی گئی ہے۔ جہاں ایک مسجد تعمیر کی جائیگی۔ اس رسم کی ادائگی کے وقت قریباً پچاس نو مسلم انگریز موجود تھے۔ مولوی فتح محمد صاحب سیال نے کہا۔ . . . . . . کہ ایک دن سلطنت برطانیہ بھی اسلامی سلطنت ہو جائیگی۔ جس میں نسل یا قومیت کا کوئی خیال نہ ہوگا" (الفضل ۱۴ فروری ۱۹۲۱ء)

سوا لاکھ روپے پر یہ قطعہ زمین ایک دارالتبلیغ بنانے کی غرض سے خریدا گیا۔ اور خیال تھا۔ کہ سال چھ مہینے میں وہاں مسجد کھڑی ہو جائیگی۔ مگر بعض مالی رکاوٹوں کے باعث کہ جن کی تہ میں کئی ایک مصالح ربانی کام کر رہے تھے۔ منجملہ یہ کہ احمدی جماعت دعائیں کرنے کا بھی موقع حاصل کر سکے۔ اس کام میں التوا ہو گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی جرمنی کے پایہ تخت برلن میں ایک مسجد کے قیام کا سوال پیدا ہو گیا۔ جس کے لئے زمین بھی خرید لی گئی۔ اور مسجد کی عمارت کے لئے فراہمی چندہ کی تحریک کی گئی۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے عورتوں کو بھی ان ثواب کے کاموں میں شریک بنانے کے لئے ارشاد فرمایا کہ برلن مسجد کی عمارت کے لئے صرف احمدی عورتیں چندہ جمع کریں۔ اس ارشاد عالی کی مطابقت میں وہاں کی مسجد کے لئے احمدی خواتین نے چندہ جمع کیا۔ اور بے نظیر ایثار دکھایا۔ برلن کے محکمہ عمارات نے ایک خاص نمونہ اس مسجد کا پیش کر کے کہا۔ کہ اس قسم کی مسجد تو بنائی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے سوا کسی اور نمونہ کی مسجد بنانے کی اجازت نہیں۔ اور جو نمونہ انہوں نے پیش کیا۔ اسپر کئی لاکھ کے اصراف کی ضرورت تھی۔

جب ۱۹۲۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ ویمبلے کی کانفرنس میں شرکت فرمانے کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تو آپ نے اس مسجد کا بڑی شان و شوکت کے ساتھ سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا۔ جس کے بعد وہ روپیہ جو اس زمین کی فروخت سے موصول ہوا۔ جو برلن میں خریدی گئی تھی۔ اس لنڈن کی مسجد پر صرف کر دیا گیا۔ جو آج صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فضل و کرم سے ہمارے کمزور ہاتھوں کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچ کر شان اسلامی کو اس کفرستان میں تیکھے چتونوں سے ظاہر کر رہی ہے ہر ماشاء اللہ۔ اس مسجد کی تعمیر کچھ اس قسم کی خوشنما ہوئی ہے کہ ہر آئندہ و روندہ کے لئے وہ کرشمہ ہے۔ جو اس کا مصداق دل کھینچکر اس مقدس "جا" کی طرف لے آتی ہے

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

غرض یہ مسجد مکمل ہو گئی۔ اور اس کا افتتاح بھی نہایت عظیم الشان طور پر ۳ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو بروز اتوار بعد از دوپہر بوقت تین بجے ہو گیا۔ لیکن اب نتائج پر آنکھ ہے۔ کہ کب یہ سعی مشکور ہوتی ہے گو مشیت ایزدی اب اشاعت اسلام کے موافق ہو رہی ہے مگر پھر بھی ہماری کوششوں اور ہماری محنتوں کی اس کے لئے از حد ضرورت ہے۔ پس ہمیں صرف اس بات سے مطمئن نہ ہو جانا چاہیئے۔ کہ وہاں مسجد بنا لی۔ بلکہ ہمیں اب میدان عمل میں پہلے سے بھی زیادہ تیز روی کے ساتھ گامزن ہونا چاہیئے۔ اور اگر سچ پوچھو۔ تو اس مسجد کے بننے سے ہماری ذمہ واریوں میں ایک معتد بہ اضافہ ہو گیا ہے۔ جو ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ گھروں سے نکلو۔ اور خدا کے نام کو دنیا میں پھیلا دو۔ دین محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا چار دانگ عالم میں نشر کر دو اور کوئی کونہ دنیا کا نہ چھوڑو۔ جس میں پیغام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ پہنچا دو۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ اور یہ مسجد مبارک کرے۔ آمین ؛

مہدی آخرزمان کا کشف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص شہر لنڈن کے متعلق ایک رؤیا دیکھی۔ گو وہ ایک عرصے سے پوری ہو رہی ہے مگر تعمیر مسجد نے جو اس کی تمہید بندھی ہے۔ وہ ایک کیفیت خاص رکھتی ہے اس لئے ہم اس رؤیا کو احباب کی خاطر درج ذیل کرتے ہیں:۔

"طلوع شمس جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ اس کی حقیقت ایک رؤیا میں یہ ظاہر کی گئی۔ کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں۔ آفتاب صداقت سے منور کئے جائینگے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملیگا۔ اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں بعد اسکے میں نے بہت سے پرندے پکڑے۔ جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے۔ اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلینگی۔ اور بہت سے راست باز انگریز صداقت کا شکار ہو جائینگے۔ درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے۔ گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دیدی۔ اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہی لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ..." ([illegible] حصہ دوم [illegible] ۲۵ [illegible] ایڈیشن)

تاریخی واقعات متعلق احمدیہ مسجد لنڈن

احمدیہ مشن لنڈن کی ابتدا یکم مئی ۱۹۱۴ء کو ہوئی۔ جب میں خواجہ کمال الدین صاحب سے رخصت ہو کر لنڈن آیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہدایات کے ماتحت علیحدہ کام شروع کر دیا۔

۵ فروری ۱۹۱۶ء کو میں قاضی عبد اللہ صاحب کو مشن کا چارج دیکر ہندوستان کو روانہ ہوا۔ ان قریباً دو سالوں میں ہمارے مشن کے لئے کوئی مخصوص جگہ نہیں تھی۔ مکان نہ اپنا تھا۔ اور نہ ہی کرایہ پر لیا جاتا تھا۔ بلکہ بعض واقف انگریزوں کے مکانوں پر بطور مہمان کے رہتے تھے۔ ایسی حالت میں کام میں جو نقص واقعہ ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اسلئے مکرم قاضی صاحب نے میرے آنے کے بعد قریباً ایک سال بعد ۴ اسٹار سٹریٹ کا مکان رہن لے لیا۔ اور جب تک مسجد والے مکان میں ہم نے تبدیلی مکان نہ کی مشن اس مکان میں رہا۔

ایک اسلامی مشن کے لئے مسجد کی ضرورت ظاہر ہے۔ ۴ اسٹار سٹریٹ والا مکان ہمارے پاس صرف گروی تھا۔ اور ایک گرجا کی جائداد تھی۔ اس لئے حضرت صاحب کیطرف سے مجھے ابتداً ۱۹۲۰ء میں یہی حکم ملا۔ کہ کوئی ایسا مکان خرید اجائے۔ جو ہمارے مشن کے لئے موزون ہو۔ دوسرے اس کی اس قدر زمین ہو۔ جہاں مسجد مع ایک مختصر مہمانخانہ اور صحن کے بنائی جاسکے۔

حکم پہنچتے ہی میں نے فوراً اس کام کے لئے جد و جہد شروع کر دی۔ اور اس کام میں میرے آٹھ مہینے خرچ ہو گئے۔ اور شروع اگست ۱۹۲۰ء میں نمبر ۱۱ میلروز روڈ ساوتھ فیلڈ کا قطعہ زمین مع مکان کے ۲۳۲۵ پونڈ رقم پر خرید لیا گیا۔

غالباً دوستوں کو حیرت ہوگی۔ کہ مسجد کے لئے زمین خریدنے پر اس قدر وقت کیوں خرچ کیا گیا۔ پہلے اس کے کہ میں اس کے وجوہات بیان کروں۔ میں اتنا عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ دس آٹھ ماہ میں برابر کام کرتا رہا۔ اور جہانتک میری سمجھ اور طاقت تھی اور مشن کے کام سے فرصت ملتی تھی۔ برابر اس کے لئے سفر کرتا اور لوگوں سے ملاقاتیں کرتا رہا اور یہ عرصہ کسی سستی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ میرے اپنے اور لنڈن شہر کے غیر معمولی حالات کی وجہ سے لگا۔ دو اہم سوال میرے سامنے تھے۔ کہ محدود رقم جو احمدیہ جماعت جمع کر گئی تھی۔ اس کے اندر اندر کسی موزون موقعہ پر ایک ایسا مکان خرید ا جائے۔ جس کے ساتھ اس قدر زمین بھی ملحق ہو جس میں مسجد اور مہمان خانہ بن سکے۔ اور یہ لنڈن جیسے وسیع شہر میں نہایت مشکل کام ہے۔ اور جس قدر بھی انسان اس شہر کا واقف ہو گا۔ اسی قدر اس کے مشکلات بلحاظ موقعہ کے حسن و قبیح کے بڑھتے جائینگے۔ اسی خیال سے میں لنڈن کے مختلف جہات کا سفر کرتا رہا۔ واقف لوگوں سے متواتر مشورے ہوتے رہے۔ اور لنڈن میں شاید ہی کوئی جائیدادوں کا ایجنٹ ہو گا۔ جس سے میں نے ملاقات یا خط و کتابت اس امر کے لئے نہ کی ہو۔

دوسری وجہ حضرت صاحب کے مشورہ کے متعلق تھی ہر ڈاک میں حضرت صاحب سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ اور ہر ہفتہ کی کارروائی متعلق مکان حضرت صاحب کی خدمت میں رپورٹ کی جاتی تھی۔ اس کے متعلق حضرت صاحب کی خدمت میں طویل رپورٹیں مع متعدد نقشہ جات شہر لنڈن کو روانہ کرنے پڑتے۔ کیونکہ حضرت صاحب جماعت کے دوسرے دوستوں سے بھی مشورہ فرماتے تھے۔ جو کبھی لنڈن میں تشریف نہیں لے گئے۔ اور جب تک لنڈن شہر کی حالت من وعن ان کے ذہن نشین نہ کر دی جائے۔ وہ کسی قسم کا مشورہ نہیں دے سکتے تھے۔

لنڈن کی وسعت اور گراں فروشی کے علاوہ بعض قانونی اور ریحی باتیں تھیں۔ کہ ان سے بچنا ضروری تھا۔ قانونی مشکل یہ ہے۔ کہ لنڈن کے اکثر حصے ایسے ہیں۔ جن کی میعاد بیع ۹۹ سال ہے۔ ملک کے رواج کے مطابق یہ قانون ہے کہ ایک شخص اپنی جائداد کو بیع کر دیتا ہے۔ اور ۹۹ سال کے بعد اس کے ورثاء دعویٰ کر کے اس کو واپس لے لیتے ہیں۔ پھر دوبارہ خریدنی پڑتی ہے۔ یہ بات مسجد کے تقدس اور عظمت کے خلاف تھی۔ کہ ہم کوئی ایسی جگہ خرید کر مسجد بنائیں۔ جس کی حیثیت گروی سے بڑھ کر نہ ہو۔ دوسری مشکل لنڈن کی میونسپٹی کے اختیارات کا سوال ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص زمین خرید کرے۔ لیکن بعد میں اس کو اس کے ہمسایوں یا بلدیہ کی طرف سے اجازت نہ ہو۔ یا ایسی شرائط اور قیود کے ساتھ ہو۔ کہ مسجد نہ بنائی جا سکے۔ اور تمام خرچ و محنت اکارت جائے۔ یا پرانا اور بوسیدہ مکان خرید لیا جائے۔ جو بعد میں بالکل ناقابل استعمال ثابت ہو۔ مسجد کے لحاظ سے صرف اس بات کی ضرورت نہیں تھی۔ کہ جگہ کافی ہو۔ بلکہ اس بات کی ضرورت تھی کہ زمین ایسی ہو۔ جس میں مسجد قبلہ رُخ بن سکے۔ اور مسجد کے لئے علاوہ مبلغ کے رہائشی مکان کے ایک دوسرا دروازہ بھی ہو۔ تاکہ تمام وہ لوگ جو مسجد میں داخل ہونا چاہیں۔ ان کو مشنری کے مکان کے اندر سے ہو کر نہ جانا پڑے۔ بلکہ مسجد کے لئے اپنا ایک علیحدہ دروازہ ہو۔ جس میں لوگ بلا تکلیف آجا سکیں۔

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ملکیت آزاد یعنی قطعی اور ابدی بیع کا مکان خرید ا گیا۔ جس میں کہ ہم آزادانہ جس قسم کا مکان چاہیں بنائیں۔ بشرطیکہ وہ عام منظر کو بدنما نہ کرے اور نہ اس کے ارد گرد جو مکانات ہیں۔ ان سے کم حیثیت کا ہو۔ زمین ایک ایکڑ کے قریب ہے۔ مکان جو چار منزلہ ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل کمرے ہیں باورچی خانہ ایک عدد۔ نوکر کا کمرہ ایک عدد۔ دو سٹور روم پہلا فرش چار کمرے۔ جس میں دو کمرے بطور دفتر کے استعمال ہوتے ہیں۔ ایک کمرہ بطور مسجد کے اور کمرہ کھانا اور ملاقاتوں کا کام دیتا ہے۔ ۹ کمرے سونے کے لئے ہیں۔ ایک غسل خانہ اور تین پاخانے ہیں۔ مکان نیا ہے۔ اور حضرت صاحب کے لنڈن تشریف لے جانے پر دوبارہ معائنہ کرایا گیا۔ تو انجینیروں کی رائے تھی۔ کہ ۸۰ سال تک اچھی طرح کام دے سکتا ہے۔ انگلستان میں بالکل نئے مکان کی عمر عام طور پر ایک سو سال تک اندازہ کی جاتی ہے۔

اس محل اور موقع پر اعتراضات بھی ہیں۔ اور اس میں سب سے وزنی اعتراض یہ ہے۔ کہ مرکز شہر سے فاصلہ پر ہے لیکن لنڈن کے لحاظ سے یہ اعتراض غلط ہے۔ کیونکہ لنڈن شہر کے لئے ایک مرکز نہیں۔ سٹی کا مرکز مسجد کے قریب ہے اور شہر کی آبادی ½ میل سے شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری عرض یہ ہے۔ کہ ہم نے اپنی طاقت کو بھی دیکھنا ہے۔ میں نے دو دیگر مکانات جو شہر کے قریب تر تھے۔ تجویز کئے تھے۔ لیکن ان کی خرید ہماری طاقت سے باہر تھی۔ اس لئے قادیان سے وہ مسترد کر دیئے گئے۔ ان میں ایک مکان جو مجھے بہت پسند تھا۔ اس لئے کہ وہ لنڈن کے نہایت اعلیٰ طبقہ میں لنڈن کی سب سے اونچی پہاڑی کی چوٹی پر تھا۔ اور اگر چھوٹی سی عمارت وہاں بنا دی جاتی۔ تو اس کا منارہ سینٹ پال کے گرجہ سے اونچا ہوتا۔ اس لئے نہیں خریدا گیا۔ کہ اس کی قیمت سات ہزار پونڈ تھی۔ اگر یہ مکان خرید لیا جاتا۔ تو ہمارا سارا چندہ صرف مکان اور زمین پر خرچ ہو جاتا۔ اور مسجد بنانے کے لئے رقم باقی نہ بچتی۔

یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو مشن نمبر ۴ سٹار سٹریٹ سے تبدیل ہو کر اس نئے مکان میں آگیا۔ اور ۵ فروری ۱۹۲۱ء کو اس کی رسم افتتاح بطور احمدیہ دار التبلیغ منائی گئی۔ اس کی اطلاع ریوٹر کے ذریعہ سے چار دانگ عالم پہنچ گئی تھی۔ اور احمدیہ مشن لنڈن میں ایک نیا باب کھولا گیا۔ اور مکان کے گیٹ پر احمدیہ مسجد کا بورڈ آویزاں کیا گیا۔ چونکہ یہ مکان وسیع تھا۔ اس لئے اس کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے مشن مسجد۔ مہمانخانہ اور لائبریری انجمن کا تمام کام اسی مکان سے اب تک لیتے رہے۔ اور تعمیر مسجد کی تجویز انگلستان میں صلح کے اعلان پر شدید گرانی ہو جانے کی وجہ سے معرض التوا میں رہی۔ لیکن یہ ظاہری سامان تھا۔ در اصل اللہ تعالٰی کے نزدیک مقدر تھا۔ کہ اس عظیم الشان مسجد کی بنیاد اللہ تعالٰی کے پیارے نبی احمد علیہ السلام کے خلیفہ ثانی کے مبارک ہاتھوں سے رکھی جائے۔ تاکہ خطۂ یورپ بھی نور و برکت سے بہرہ ور ہو۔ جس سے اس کی بڑی بہن ایشیا بہرہ ور ہو چکی ہے۔ چنانچہ فوری اور غیر معمولی حالات کے پیدا ہونے پر حضرت فضل عمر بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے مثیل کی طرح مغرب کا سفر کیا۔ اور علاوہ دیگر دینی خدمات اور فتوحات کے ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا۔ اور اب برابر دو سال میں اللہ تعالٰی کے گھر کی تکمیل کے بعد ۳ اکتوبر کو مسجد کی رسم افتتاح منائی گئی۔

(فتح محمد سیال ایم۔ اے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ)

اعلان

جناب میجر جے۔ ای۔ وار صاحب بہادر کمانڈنگ آفیسر صاحب جالندھر ٹریٹوریل کی خدمت میں تار دیا گیا تھا۔ کہ وہ ۳۰ ستمبر کی بجائے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو تشریف لاویں۔ کیونکہ آج کل موسمی بخار کا زور ہے۔ اور فصل ربیع کی کاشت کا موقع ہے۔ جس کو صاحب موصوف نے منظور فرما کر تاریخ کو بدل دیا ہے۔ لہذا جن صاحبوں نے اپنے نام دیئے ہیں۔ وہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے ایک دن پہلے یعنی ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو قادیان پہنچ جائیں۔ (ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ)

اظہار تشکر — خاکسار کے پیارے بچے عزیز نصیر الدین مرحوم کی وفات پر جن احباب نے اظہار ہمدردی فرمایا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (خاکسار فخر الدین احمدی ملتانی)

مانڈلے میں تبلیغ احمدیت

(از تار بنام الفضل)

ڈاکٹر گوہر دین صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد ۳۰ ستمبر کو شازوئیں پہنچے۔ جناب نیر نے ملا ہال میں زیر صدارت جناب ڈاکٹر ملا ہیلتھ آفیسر حاضرین کے ایک جم غفیر کے سامنے "اتحاد مذہبی" پر شاندار لیکچر دیا۔ اور دوسرا لیکچر بھی اسی ہال میں اور اسی صدر کی زیر صدارت "بیسویں صدی کا اسلام" عنوان پر بذریعہ میجک لالٹین دیا۔ تیسرا لیکچر "اسلام ہی سچا بدھ مت ہے" نیشنل ہائی سکول ہال میں زیر صدارت .... بیرسٹر ایٹ لا دیا گیا۔ جو کہ خاص برما کا رہنے والا ہے۔ یہ لیکچر ایک کامیاب لیکچر تھا۔ جس کو فاضل صدر نے کہا۔ کہ اس نے ایسا لیکچر آج سے قبل کبھی نہیں سنا۔ چوتھا لیکچر مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے "اسلام ہی زندہ مذہب ہے" پر دیا۔ اس لیکچر کے وقت بھی باوجود لوگوں کی مخالفت کے ڈاکٹر ملا نے صدارت اختیار کی۔ ۵ اکتوبر کو جناب نیر صاحب مولانا مجاہد اور برادر عبد الکریم غنی صاحب میمو کو گئے۔ جہاں انہوں نے گورنر علاقہ سے ملاقات کی۔ اور سلسلے کے متعلق ضروری لٹریچر بطور تحفہ دیا۔ اسی شام کو مولوی غلام احمد صاحب مجاہد کا اہل بہا کے مشہور مبلغ مظہر علی صاحب کے ساتھ دلچسپ مباحثہ ہوا۔ یہ وفد آج رات رنگون کی طرف رخصت ہو گیا ہے۔

انجمن احمدیہ پشاور کا سالانہ جلسہ

(از تار بنام الفضل)

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:۔ انجمن احمدیہ پشاور کا سالانہ جلسہ نہایت امن و امان سے ۴ و ۵ و ۶ اکتوبر کو سرائے لالہ سوہن لال صاحب کپور میں ہوا۔ "اسلام"۔ "وفات مسیح"۔ "احمدیت" اور "دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" پر جناب حافظ روشن علی صاحب کی آزادانہ طور سے جالب توجہ تقریریں ہوئیں۔ جو حاضرین نے جن میں بے شمار تعلیم یافتہ ہندو اور مسلمان شامل تھے۔ پوری توجہ کے ساتھ سنیں۔ خاتمہ پر ایک صاحب حاجی محمد صوفی نے تبادلہ خیالات کیا۔ جس کے جوابات حافظ صاحب نے نہایت ملائمت کیساتھ دیئے۔ یہ پہلا ہی موقعہ ہے۔ کہ زمین پشاور پر اس طرح آزادانہ احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ مگر اس کا سہرا صرف فاضل لیکچرار کے سر ہے۔ جنہوں نے اپنی دستگاہ علمی سے عامۃ الناس کے دلوں میں گھر کر دیا۔ افسران پولیس کا کہ جنہوں نے ہر اجلاس میں اپنی حاضری سے امن قائم رکھا۔ سامعین کا کہ جنہوں نے باخلاق حسنہ امن سے تمام لیکچر سنے۔ اور لالہ سوہن لال صاحب کپور کا کہ جنہوں نے نہایت مہربانی سے اپنا منڈوہ لیکچروں کے لئے دیا۔ دل سے شکریہ ادا کیا گیا۔ لیکن سب سے بڑھ کر خدا تعالٰے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ کہ حقیقی شکریہ کا وہی مستحق ہے۔

محکمہ پولیس میں بھرتی

(پریس کمیونک)

محکمہ انڈین (امپیریل) پولیس میں ہندوستان کے باشندوں کی بھرتی کے لئے ایک مقابلہ کا امتحان ۱۷ لغایت ۳۱ جنوری ۱۹۲۷ء لاہور میں منعقد ہو گا۔ تمام وہ لوگ جو اس امتحان میں شامل ہونا چاہتے ہیں اپنی اپنی درخواستیں بھیج دیں۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء کے بعد کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ درخواست کنندگان کے لئے لازمی ہے۔ کہ وہ پنجاب دہلی۔ بلوچستان یا پنجاب کی ریاستوں کے باشندے ہوں۔

امیدواروں کی عمر یکم اگست ۱۹۲۶ء کو ۲۱ سال سے کم اور ۲۴ سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ قاعدہ بعض حالات میں ایسے امیدواروں کے لئے کسی قدر تخفیف کے رنگ میں بدلا بھی جا سکتا ہے۔ جن کی عمر ۲۱ سال سے تو کم ہے لیکن ۱۹ سال سے کم نہیں۔

امیدوار یونیورسٹی کے ڈگری یافتہ ہونے چاہئیں مگر پولیس سیلکشن کمشن کو اس بارے میں پورے پورے اختیار حاصل ہیں۔ کہ وہ ایسے امیدواروں کو بھی اس امتحان مقابلہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دے۔ جنہوں نے ایف اے یا سینئر لوکل کیمبرج امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ یا کسی چیفس کالج کا ڈپلومہ ایگزامینیشن فسٹ یا سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہو۔

نصاب امتحان مع مجوزہ درخواست فارم انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب شملہ کی خدمت میں درخواست کرنے سے مل سکتے ہیں۔

(منظفر خاں ڈائرکٹر آف انفارمیشن بیوریو۔ پنجاب)

ضرورت — ضلع راولپنڈی کے ایک ڈسٹرکٹ بورڈ مڈل سکول کیلئے دو جے۔ وی۔ تنخواہ ۳۵-۲-۷۰ پر چاہئیں۔ خواہشمند بہت جلد اپنی اپنی درخواست معہ نقول سارٹیفکیٹ و تصدیق چال چلن سیکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی ہیڈ ماسٹر کو مخاطب کر کے میرے پاس بھیجدیں۔ (ذوالفقار علی خاں ناظر امور عامہ)

آریہ سماج کو ایک خیر خواہانہ مشورہ

غیر مذاہب سے رواداری کا سلوک اختیار کریں

پرکاش اخبار سماجی جلسوں میں حاضرین کی کمی کا رونا روتا ہؤا رقمطراز ہے۔ کہ :۔

"ان مباحثوں کو چھوڑ کر جو مسلمان مولویوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ آریہ سماج کے کسی لیکچر کے حاضرین میں مسلمانوں کی تعداد نفی کے برابر ہوتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان ہوگا بھی۔ تو یقین جانو اسے لیکچر سننے کا شوق وہاں نہیں لایا۔ وہ فرض کا بندھا ہؤا وہاں موجود ہے۔ کیونکہ وہ خفیہ پولیس کا رپورٹر ہے۔ یہی حال عیسائیوں کا ہے۔ وہ تو خفیہ پولیس کے رپورٹر کی پوزیشن میں بھی شامل نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ سیوا زیادہ تر مسلمانوں نے ہی پسند کی ہے (کیا ہندو خفیہ پولیس کے رپورٹر نہیں ہوتے؟ کاتب) باقی رہے ہندو کٹر سناتن دھرمی آجائیں تو سوامی ستیانند جی کی ہیش کتھاؤں یا سوامی سرودانند کے رسیلے بھاشنوں میں آجائیں۔ وہ بھی بہت تھوڑی تعداد میں۔ ورنہ ان کا قدم بھی آریہ سماج کی بائرا کے بہت کم اٹھتا ہے۔ آریہ سماج کے دیاکھیانوں میں زیادہ تر تعداد آریہ سماجیوں کی اور ان ہندو کلرکوں کی ہوتی ہے۔ جو ابھی نیم آریہ ہوتے ہیں۔ تاکہ ... دن بھر دفتر کے کام سے تھکے ماندے شام کا وقت کسی اچھے شغل میں گذارنا چاہتے ہیں ..... یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ سماجیوں کی تعداد باوجود ان کے انتہے پریتن (کوشش) کے محدود ہے۔ بڑھنے میں نہیں آتی ... کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ تو پرچار کے ذریعہ آریہ سماج کے کاریہ کشیتر (میدان عمل) کو وسیع کیا جاسکے" الخ

(اخبار پرکاش ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۶ء صفحہ ۵)

ایڈیٹر صاحب پرکاش نے جو کچھ لکھا بجا اور حقیقت پر مبنی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جب تک آریہ سماجی لیکچرار سوامی دیانند جی کی طرز اختیار کئے رکھیں گے۔ تب تک سماجی جلسوں کی حاضری اسی طرح مایوس کن رہے گی۔ اور لاکھ جتن کرنے پر بھی کامیابی محال اور ناممکن ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمان عیسائی سکھ اور کٹر سناتن دھرمی ان لوگوں کے جلسوں میں گالیاں سننے کے لئے جائیں اگر بعض سناتنی سوامی ستیانند اور سرودانند جی کے لیکچر سننے چلے جاتے ہیں۔ تو محض اس لئے کہ انہیں ان سے اور فاضلوں کے لیکچر سننے سے کچھ نہ کچھ روحانی آنند ملنے کی امید ہوتی ہے۔ اگر یہ بزرگ بھی دیگر پنڈتوں کا تتبع کرلیں۔ تو پھر دیکھ لیجئے۔ ان کے لیکچروں کی حاضری بھی ہزاروں سے اتر کر کوڑیوں پر آجائے۔ پس جب تک آریہ سماجی پلیٹ فارم پر ایسے لوگوں کے لیکچر ہونگے۔ جو دوسروں کے جذبات کو ٹھیس لگانے کے عادی ہیں۔ تب تک غیر مذاہب والوں کی حاضری سماجی جلسوں میں نہیں بڑھ سکتی۔

اگر آریہ سماج دل سے چاہتی ہے۔ کہ اس کے جلسے پر رونق ہوں۔ اور آریہ سماجیوں کے علاوہ ہندو بھی شریک ہوں مسلمان بھی آئیں۔ سکھ بھی بیٹھیں۔ اور عیسائی بھی نظر آئیں تو اس کو چاہیئے۔ کہ جس قدر جلد سے جلد ممکن ہو۔ اپنے لیڈروں۔ اپدیشکوں۔ پنڈتوں اور لیکچراروں کی اصلاح کرے۔ ان کی تربیت کرے۔ اور جو زیادہ خودسر اور بدلگام ہوں۔ ان کو قابو میں رکھے۔ یا الگ کر دے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ تو پھر اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی مراد کبھی بھی پوری نہ ہوگی۔ اور ایڑی سے چوٹی تک کا زور صرف کر دینے پر بھی ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ اور مسلمان حاضرین سے اس کے پنڈال اور ہال خالی ہی رہیں گے۔ کیونکہ ہندوؤں مسلمانوں سکھوں اور عیسائیوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے۔ جو سماجی جلسوں میں شریک ہوکر اپنے بزرگوں اور مذہبی پیشواؤں کے خلاف شان اور دلآزار باتیں سنیں ہاں جب ان کو یقین ہو جائے۔ کہ آریہ سماج نے اپنی اصلاح کرلی اور دلآزار روش کو ترک کر دیا ہے۔ تو پھر دیکھئے کس طرح زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہندو مسلمان عیسائی اور سکھ پبلک سماجک جلسوں میں جاکر رونق بڑھانے کا موجب ہوتی ہے۔ مگر جہاں تک ہمارا تجربہ ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آریہ سماج کا اپنی اس روش سے باز آجانا کہ جس پر اس کے "رشی" چلا گئے۔ محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ممکن ہے۔ ہمارے اس صادقانہ اور حقیقت پر مبنی مشورہ کو نگاہ غلط کاوٗ سے دیکھا جائے۔ اور اسے تعصب اور عداوت پر محمول کیا جائے۔ اس لئے ہم اپنی خیر خواہانہ صلاح کی تائید میں آریہ سماجی اہل الرائے اور نامی لیڈروں کے چند اقوال درج ذیل کرتے ہیں۔ جن کا مطالعہ بتلائے گا۔ کہ آریہ سماجی لیکچروں میں غیر مذاہب والوں کی حاضری کا عدم برابر ہونا اس وجہ سے ہے۔ کہ اسکے اپدیشک اور مبلغ اکثر خودسر۔ بدزبان۔ غیر مہذب اور سنجیدگی سے دور رہتے ہیں۔ اور ان کو غیر مذاہب کے ہادیوں پر رکیک اور دلآزار حملے کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ حالانکہ وہ خود کسی اچھے کیرکٹر کے مالک نہیں ہوتے۔

ایڈیٹر آریہ پترِ بریلی

ہماری بایں الفاظ تائید کرتے ہیں کہ :۔

"ہمارے اپدیشک و لیکچرار جو ہیں۔ بعض ان میں سے بھی اس بدعادت (فحش زبانی) کی زنجیر میں ایسے جکڑے ہوئے ہیں۔ کہ ان کو دوران لیکچر میں خیال ہی نہیں ہوتا کہ وہ اپنی زبان مبارک سے کیسے الفاظ بے ساختہ نکال دیتے ہیں۔ جہاں مہذب اور شائستہ آدمیوں کی جماعت موجود ہو۔ وہاں ایسے فحش الفاظ کا زبان سے نکلنا کیسی شرم کی بات ہے۔ کیا اسی پر ہم تہذیب اور شائستگی کا دعویٰ کر سکتے ہیں"

(آریہ پتر بریلی جولائی سنہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

پروفیسر رامدیو صاحب بی اے

کانگڑی نے سالانہ جلسہ گورو کل منعقدہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء میں غیر مذہب والوں سے ہمارا برتاؤ" کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ :۔

"ہمارا طریقہ تحریر اور تقریر اس قدر ناموزون ہے۔ کہ اس میں تبدیلی کرنے کی سخت ضرورت ہے"

(آئینہ سماج صفحہ الف)

مہاشہ گھاسی رام ایم اے

نے ویدک میگزین میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس کے چند فقرات یہ ہیں۔ کہ :۔

"دشمن تو درکنار ہمارے اپنے بہت سے دوست بھی ہم کو اندھا دھند تقلید بیجا جوش اور زیادتی کا ملزم ٹھیراتے ہیں غیر آریہ لوگوں اور ان کے مذاہب کی نسبت جو الفاظ ہم استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی صورت سے قابل ستائش نہیں کہلا سکتے ہم ہر شخص کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارا ایک دہ پندرہ سال کا بچہ بھی جس کو ابھی دنیا و فیہا کا کوئی تجربہ نہیں ہوتا شنکر اچارج۔ گوتم بدھ اور یسوع مسیح جیسے دوران لوگوں پر اعتراض اور ان کی عیب جوئی کرنے سے نہیں چوکتا ...... ہمارے اپدیشکوں کو جس بات سے زیادہ انس ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مخالف مذاہب کے معتقدات کو قابل اعتراض اور غیر مہذبانہ عبارت میں پیش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں وہی لیکچرار کامیاب سمجھا جاتا ہے۔ جو دوسرے مذاہب کے مسلمہ اور مقدس اصولوں کو موڑ توڑ کر پیش کرکے (جناب سوامی صاحب کی طرح۔ ناقل) حاضرین کو ہنسا دے۔ ہماری خوش طبعی اور مذاق اگر ہے۔ تو یہ کہ دوسرے مذاہب کی ہنسی اڑائیں۔ اور عجیب تو یہ بات ہے۔ کہ ہم ان حرکات پر خوش ہوتے ہیں۔ اور اس کا نام ہماری اصطلاح میں صاف گوئی رکھا جاتا ہے"

یہ تو ہُوا مقررین و مناظرین کے متعلق اب بھجنوں کے متعلق بھی سن لیجئے۔ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"ہم اپنے بھجنوں کو دیکھیں۔ تو ان میں یا تو گالیاں کا لمبا سلسلہ ہوتا ہے یا ہندو۔ مسلمان اور عیسائیوں کے معتقدات پر بے جا اور بے وجہ حملے ہوتے ہیں۔ ......

یہ بھجن ہم کو کمینگی کی طرف لے جاکر نفرت اور دشمنی کے دلدل میں پھنسا رہے ہیں"

(منقول از ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۱۱ء)

یہی نہیں اسی طور کی بیسیوں اداھیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر طوالت سے بچنے کے لئے ذیل میں چند شہادتیں اور لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اقوال اور آراء بھی بذات خود یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں۔ کہ آریہ سماجی جلسوں میں غیر مذاہب کے لوگوں کا شریک نہ ہونا آریہ لیکچراروں کی منہ زوری۔ گندہ دہانی۔ بدعملی اور دلآزاری کا باعث ہے"

مہاتما ہنس راج جی

فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"بدقسمتی سے آریہ سماجیوں کے اندر کچھ ایسے آدمی بھی داخل ہو گئے ہیں۔ جو دوسروں کی پگڑی اُتارنا ہی دھرم کا مکھیہ انگ (مذہب کا ضروری جزو) مانتے ہیں۔ ان میں نقص گیری کی عادت حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ...... (اور) وہ لوگوں کی بے عزتی کرنے پر آمادہ رہتے ہیں"

(آریہ گزٹ ۱۱ر مارچ ۱۹۱۵ء)

مہاشا منوہر لعل

اخبار پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"آج کل دیکھا جاتا ہے۔ کہ اکثر آریہ سماجک پرش اور اوپدیشک اپنے سدھانتوں (اصولوں) سے بالکل بے خبر ہیں۔ مگر (سماج میں) جاتے ہی فوراً دوسروں کا جا و بے جا کھنڈن شروع کر دیتے ہیں۔ جس سے حاضرین کے دلوں میں ایک قسم کا رنج اور دویش پیدا ہو جاتا ہے اور دویش (عداوت) کی وجہ سے وہ ستیہ اور استیہ (سچ جھوٹ) کا وچار ہی چھوڑ دیتے ہیں"

(بحوالہ پرکاش۔ نور قادیان ۳/۴)

مہاشہ مدن موہن ایم۔ اے

لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"اگر میں یہ کہوں۔ کہ ہمارے اپدیشک بالکل بے سُرا راگ الاپنے کے عادی ہیں۔ وہ مطلب کی بات بہت کم کرتے ہیں۔ اور اکثر ذاتی حملوں سے پلیٹ فارم توڑتے دیکھے جاتے ہیں (تو بے جا نہ ہوگا) اس پلیٹ فارم پر سے میں نے دیکھا ہے کہ بے شمار جملے کوٹ پتلون پہننے والوں پر کئے گئے ہونگے ایسی ایسی باتوں سے ہم تعلیم یافتہ اصحاب کو اپنے اوپر ہنسی اڑانے کا اور ان کو اپنے سے دُور پھینکنے کا موقعہ دیتے ہیں۔ مجھے آج یہ معلوم کر کے بڑا ہی دکھ ہوا کہ ایک اپدیشک نے دوسرے مہاشے کے ساتھ بحث میں تنگ آکر اس کے چانٹے مارے"

(رسالہ اندر مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۹۵)

لالہ لاجپت رائے

نے آریہ سماج وچھووالی لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ:۔

"کہا جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج میں قابل لوگ آنے سے رک گئے ہیں۔ مگر وہ کیوں رک گئے ہیں؟ اس لئے کہ وہ آریہ سماج میں تہذیب و شائستگی کا نام نہیں پاتے"

(اخبار نور ۱۵-۱۴ ۹۲۸ صفحہ ۴)

لالہ بھگوان رام

نے لکھا تھا۔ کہ:۔

"انہوں نے (سماجی لیڈروں نے) اگر نوجوانوں کو کچھ سکھانے کی کوشش کی ہے۔ تو محض ناجائز نکتہ چینی۔ خودسری۔ منہ زوری۔ بزرگوں کی گستاخی"

(اخبار تیندر۔ ۱۰ر اگست ۱۹۰۹ء)

بابو میوہ لعل رئیس الہ آباد

لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"آج کل جو ہمارے اپدیشک ہیں وہ ایسے نہیں ہیں۔ کہ اپنے اپدیشوں (مواعظ) سے سننے والوں میں کوئی شردہا (اخلاص) پیدا کر سکیں۔ اس لئے کہ وہ اپنے کرتویہ کا خود پالن (دیجا آوری فرائض) نہیں کرتے۔ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک اپدیشک بہت لمبی لمبی تقریر کیا کرتا ہے۔ بہت اچھا سرمن دیتا ہے۔ تو ہمارا دل بہت خوش ہوتا ہے۔ لیکن جب ہم اس کی پرائیویٹ زندگی پر نظر مارتے ہیں۔ اور اس کو گرا ہوا دیکھتے ہیں۔ تو ہماری تمام شردہا دور ہو جاتی ہے"

(رسالہ اندر مارچ ۱۱ء صفحہ ۹۵-۱۹۶)

ایڈیٹر آریہ پترکا لاہور

نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"آریہ سماج کے اندر ایک نقص ہے۔ جو دوسری سوسائٹیوں میں مفقود ہے۔ اور یہ اس کے طفیل ہے۔ کہ آریہ سماج بجائے سریشٹ پرشوں (شریف آدمیوں) کی سبھا کہلانے کے جھگڑالو لوگوں کا مجمع کہلا رہا ہے"

(آریہ پترکا ۸ر فروری ۱۹ء)

اس قسم کی شہادتیں اور بھی لکھی جا سکتی ہیں۔ مگر ہمارے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی کافی سے زیادہ ہیں۔ اور چونکہ ان میں کی ہر ایک شہادت بذات خود بیّن اور واضح ہے۔ اس لئے ان پر کسی قسم کی حاشیہ آرائی کرنا تحصیل حاصل سمجھتے ہوئے دوبارہ یہی عرض کرینگے۔ کہ اگر آریہ سماج اپنے "دھرم نیتی" کا تتبع کرنے کی بجائے امن و آشتی سے کام لے۔ بدزبانی ترک اور دلآزاری چھوڑ دے۔ اور اپنے مبلغوں اور اپدیشکوں کو قابو میں رکھ کر انہیں تہذیب اور سنجیدگی کا سبق دے۔ تو نہ صرف یہ شکایت ہی بہت جلد دور ہو جائے کہ سماجک جلسوں میں مسلمان۔ عیسائی۔ ہندو اور سکھ شامل نہیں ہوتے۔ بلکہ آئے دن کے ہنگامہ و فساد کی آگ بھی بجھ جائے۔ کہ جس نے ملک کا خرمن امن بھسم کر رکھا ہے۔ کیونکہ ان فسادات کی تمام تر ذمہ داری انہی لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔ اور لاریب یہی امن کش مہاشے ملک کے امن کو اپنی شرر ریز تقریروں اور تحریروں سے مکدر کر رہے ہیں +

(فضل حسین احمدی مہاجر۔ قادیان)

نادار لڑکیوں کی تعلیم

یہ بات میری تمام بہنیں جانتی ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود کی طفیل ہم ناکارہ عورتوں میں ترقی کی خواہش پیدا کر دی ہے۔ مگر ترقی پانے کیلئے محنت ایثار اور قربانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ جسے پہلے انسان کرتا ہے۔ اور پھر ترقی پاتا ہے۔ پس ہمیں بھی اپنے کاموں میں بہت مستعدی درکار ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے کسی مصلحت کے ماتحت اور ہمیں زیادہ ثواب کا مستحق بنانے کے لئے مالی توفیق اس قدر عطا نہیں فرمائی ہے۔ جس سے بعض وقت بظاہر ہمارے سامنے دقتیں پیش آجاتی ہیں۔ اس لئے ہمیں مستعدی اور محنت کے ساتھ ساتھ ایثار اور قربانی کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں۔ کہ ہر ایک شہر اور ہر ایک گاؤں میں لجنۃ اماء اللہ کے ماتحت ایسا انتظام کیا جائے جس میں چندے کی ایک ایسی مد کھولی جائے۔ جس سے ان لڑکیوں کی جو یتیم یا غریب ہیں تعلیمی ضروریات پوری کی جائیں یعنی مفت کتابیں دی جائیں۔ اور سامان تعلیم بہم پہنچایا جائے۔ جس سے وہ ترقی کر سکیں۔ اور قوم کے لئے مفید بن سکیں۔ لیکن جہاں لجنۃ اماء اللہ کے ماتحت اور کاموں کے کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ وہاں میری اس مختصر عرض پر غور کر کے اس کے متعلق مناسب طریق کو عمل میں لایا جائے۔ تاکہ اصل ترقی حاصل کرنے میں کوئی بہن صرف اپنی غریبی اور ناداری کی وجہ سے پیچھے نہ رہ جائے۔ خدا ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ والسلام +

(خاکسارہ محمودہ بیگم بنت مولوی محمد علی صاحب انسپکٹر انجمن احمدیہ قادیان)

ا شــــ اللہ شافی ــــتہارا ــــت

ملیریا بخار کی مجرب و آزمودہ دوا

کونین سے بڑھ کر مفید اور جملہ اقسام بخار کا دافع (تریاق بخار قاتل ملیریا) جس کے استعمال سے سخت سے سخت کئی کئی دن کا چڑھا ہوا بخار صرف چند خوراک کے استعمال سے بفضل خدا اتر جاتا ہے۔ اور بخار اترنے کے بعد پھر اس کا استعمال آئندہ کے لئے بخار کو روک بھی دیتا ہے۔ اور ایک شیشی پانچ سات مریضوں کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ پس ایسی مفید اور مجرب دوا کا ہر گھر میں رہنا باعث آرام ہے۔ اور اس کے مفید اور مجرب ہونے کے متعلق ہزارہا شہادتیں موجود ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ جو ایسی نایاب دوا سے خود بھی فائدہ اٹھائیں۔ اور دوسروں کو بھی اپنے تجربہ سے مطلع فرمائیں +

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ چار آنہ کلدار بلا محصول وغیرہ

خاص رعایت۔ اطباء وید اور ڈاکٹر صاحبان خرچ پارسل و پیکنگ وغیرہ کے لئے چھ آنے کے ٹکٹ روانہ فرما کر صرف ایک مرتبہ اس کو بالکل مفت بلا قیمت برائے تجربہ طلب فرما سکتے ہیں۔

المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ عالی جناب مولوی حکیم میر سعادت علی صاحب منصبدار معالج امراض کہنہ شاہ علی بنڈہ۔ چوک اسپاں۔ حیدر آباد۔ دکن

حب اٹھرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

(۔۔۔)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اور طب میں اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہے۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا

پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

سراج الاطباء حکیم دلبر حسن خان صاحب بیگی کی لاجواب تصنیف

"لب المجربات"

یہ مجربات کی ایک نہایت عمدہ کتاب ہے جسمیں جملہ امراض کے کم قیمت اور سریع التاثیر سہل الحصول نسخہ جات لکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر مرض کا عام فہم بیان کیا گیا ہے ہر شخص طبیب ہو یا غیر طبیب اس سے بے حد فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ پسند نہ آنے پر واپسی کی شرط ہے۔ حجم ۵۶ اصفحہ قیمت دو روپیہ مجلد عہ

لڑکی ایک بے نظیر دریافت (۲)

جناب سراج الاطباء صاحب مدظلہ نے ایک بے نظیر دوا دریافت کی ہے۔ جس سے ان عورتوں کو جن کے ہمیشہ لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہوں۔ خدا کے فضل سے لڑکا ہو جاتا ہے۔ دوا حمل ہونے کے ایک ماہ کے اندر اندر کھلائی جاتی ہے۔ قیمت پیشگی کچھ نہیں۔ صرف محصولڈاک کیلئے ۵ ر آنے چاہئیں۔ لڑکا پیدا ہونے کے بعد مقررہ رقم لی جائیگی۔ جو دارالعلوم طبیہ پٹیالہ میں خرچ ہوگی۔ خط و کتابت کا پتہ:۔ منیجر شاہی مطب پٹیالہ پنجاب

اس سے بڑھکر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے

سرمہ کے تمام اشتہار دینے والوں کو چیلنج۔ کوئی اشتہار دینے والا اس کے مقابلہ میں اس قسم کی سند پیش کرے

(تریاق چشم رجسٹرڈ)

کے متعلق ہندوستان بھر کے بہت بڑے خاص ماہر امراض چشم ولایت کے سند یافتہ ڈاکٹر کیپٹن ایس۔ اے فاروقی (سرکاری اعلیٰ افسر) ایم۔ ڈی۔ ای۔ ایس کا سارٹیفکیٹ (ترجمہ)

"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ مرزا حاکم بیگ ساکن گجرات پنجاب کے تیار کردہ تریاق چشم کو میں نے اپنے چند بیماروں پر آزمایا۔ اور اسے آنکھوں کے زخم۔ پانی بہنا۔ اور ککروں کے لئے بہت مفید اور مؤثر پایا۔ اس کے اجزاء امراض چشم کے علاج کے لئے بہت مشہور ہیں۔ اور ان اجزاء کی مقدار ہر طرح سے صحیح اور ٹھیک نسبت سے ملائی گئی ہے۔ موجد کے تریاق چشم کے تیار کرنے کا طریق زمانہ حال کے مروجہ طریقہ کے مطابق صاف اور ستھرا ہے۔ دستخط

(ایس ایم۔ اے فاروقی کیپٹن۔ ایم۔ ڈی۔ آئی۔ ایم۔ ایس

اوپتھلمک سپیشلسٹ (خاص ماہر امراض چشم)

نوٹ:۔ قیمت "تریاق چشم" (رجسٹرڈ) پانچ روپے فی تولہ اور محصولڈاک علاوہ ہو۔ موازی آٹھ آنہ بذمہ خریدار +

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم (رجسٹرڈ) گڑھی ہد لہ صاحب ضلع گجرات پنجاب

الفضل میں اشتہار کے لئے بہترین موقعہ ہے (مینیجر)

یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مفصلہ ذیل کوئلہ جس کو ابھی تک نہیں چھڑایا گیا۔ تمام مطالبات متعلقہ کے ادا کر دینے کے بعد ۲۵ر اکتوبر ۱۹۲۶ء سے پہلے پہلے ریلوے عمارات سے اگر نہ اٹھا لیا گیا۔ تو اسے بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیا جائے گا۔ اور زیر تمن انڈین ریلوے ایکٹ ۱۸۹۰ء کی دفعات ۵۵ و ۵۶ کے مطابق صرف کر لیا جائے گا

نام سٹیشن جس سے بھیجا گیا	نام سٹیشن جس کو بھیجا گیا	نمبر چالان	نمبر بلٹی	تاریخ	نمبر ویگن	نام بھیجنے والے کا	نام پانے والے کا
بھروی	ابوہر	۶	۱۲۹۶۷	۲۱-۵-۲۶	۲۸۲۸۹	دیوجی تریکم جی	آر۔ ایل۔ شرما
جھریہ	بادامی باغ	۱۲	۲۳۹۵	۵-۶-۲۶	۴۲۲۷۴	کے۔ اینڈ این کاری	دھرم چند
لے آباد	بٹالہ	۷	۴۱۲۴	۶-۷-۲۶	۱۳۴۴۲	براکر کول کمپنی	کے۔ سی۔ تھاپر اینڈ کو
بھاگا	بنگا	۱	۲۱۲۶۰	۲۵-۴-۲۶	۲۷۳۹۸	" " "	شام لال
پتھردی	چک لالہ	۱	۱۲۷۲۵	۸-۷-۲۶	۷۸۲۹	لوڈنا کول کمپنی	سیتا رام اینڈ کو
بھاگا	"	۲۷	۲۰۴۶۶	۳-۶-۲۶	۱۹۲۳	اے۔ سی۔ کمپنی	جے گوپال اینڈ برادرز
جھریہ	پھیشتاں والا	۱	۱۴۸۳۸	۷-۷-۲۶	۴۷۰۸۳	کے۔ سرنجی اینڈ کو	سول شنکر
پتھردی	بھیرہ	۲	۱۳۵۲۱	۲۱-۶-۲۶	۳۳۴۹	ڈی۔ ایم۔ کوزی	آر۔ بی۔ سین اینڈ برادرز
کسنڈا	جنڈیالہ	۱۵	۸۶۰۷	۵-۵-۲۶	۳۱۲۲۱	ای ساتی کول کمپنی	رلیا رام
پتھروی	جہلم	۱۰	۱۳۲۲۱	۶-۶-۲۶	۵۸۶۳۱	ایسٹ باگڈ ہرٹ اینڈ کمپنی	سیتا رام ہربنس لال
"	"	۶	۱۳۱۱۴	۳۱-۵-۲۶	۲۸۳۶۰	بنگٹ جھریا کوری	" " "
چوراسی	خانال	۳	۴۰۶۸	۲۲-۶-۲۶	۱۱۴۳۵	ای۔ سول۔ اینڈ کمپنی	رام رکھامل چونی لال
بھوجدی	کرسندھو	۲	۷۹/۹۱۷۸	۱۸-۲-۲۶	۱۲۸۴۹	جی۔ مکرجی اینڈ کو	پھول چند دا اسوارو پیا
"	"	۴	۸۷/۹۱۷۸	۲۰-۲-۲۶	۳۰۹۸۵	" " "	" " "
"	"	۵	۹۱/۹۱۷۸	۲۱-۲-۲۶	۸۷۴۱	" " "	" " "
رادھا نگر	لہرا گاگا	۳	۷۹/۴۱۱۰	۱-۱۲-۲۵	۴۸۷۳۱	ای۔ سی۔ کمپنی	تلک رام اکونٹنٹ کے۔ سی تھاپر اینڈ برادرز
سیالکوٹ	نارووال	۱۵۹	۸۵۹۳۴	۱۹-۶-۲۵	۷۷۱.۵	رام لال جونی اینڈ کمپنی	دینا رام خود
لہودہ	کچلووان	۳	۲۴۳۲۲	۱۱-۶-۲۶	۱۴۹۷۴	بنگٹ اینڈ کو لمیٹڈ	رام لال درباری لال
بھاگا	پشاور چھاؤنی	۱۶	۹۵۱۶۸	۴-۷-۲۶	۴۸۴۲۰	الڈیھی کول کمپنی	سیتا رام اینڈ کمپنی
اونڈل	سرہند	۱	۴۳۴۰	۲۹-۴-۲۶	۱۸۸۰۹	راجہ پی۔ ایل۔ مولائی	دولت رام

ہیڈ کوارٹرز آفس
لاہور مورخہ ۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء

وی۔ ایچ بولٹھ
برائے ایجنٹ

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن میں خدا کا پہلا گھر
تقریب افتتاح

لنڈن ۳ر اکتوبر۔ مسلمانوں کی جماعت احمدیہ عرصہ دراز سے کوشاں تھی۔ کہ لنڈن میں کوئی اپنا قابل قدر مرکز قائم کرے چنانچہ خدا خدا کر کے آج وہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ اور مقام ساؤتھ فیلڈ واقع جنوب مغربی لنڈن کی مسجد کا مسلمانوں کے مجمع کثیر، پارلیمنٹ اور دیگر ممتاز دسربرآوردہ اشخاص کے سامنے افتتاح ہوا +

آخر وقت تک اس کی امید تھی۔ کہ مسجد کا افتتاح امیر فیصل بن سلطان ابن سعود کے ہاتھوں عمل میں آئیگا لیکن جب لوگوں نے امام مسجد مولانا درد کا دروازۂ مسجد پر چسپاں یہ نوٹس مایوسی کے ساتھ پڑھا۔ کہ امیر موصوف کے والد نے آپ کو اس تقریب کی شرکت سے منع کر دیا۔ یہ رسم شیخ عبدالقادر صاحب سابق وزیر صوبۂ پنجاب کے ہاتھوں عمل میں آئیگی۔ مطلع صاف تو نہیں تھا مگر بادل پھیلے ہوئے تھے۔ اور کبھی کبھی آفتاب عالمتاب کا رخ منور بے نقاب ہو جاتا تھا۔ رسم افتتاح شروع ہونے سے گھنٹوں پیشتر سفید میناروں والی مسجد کے سامنے جو اس وقت آرائش و زیبائش سے چوتھی کی دولہن بنی ہوئی تھی سڑک پر لوگوں کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے +

شیخ عبدالقادر سے پہلے موقعہ پر مہاراجہ بردوان تشریف لائے۔ جن کا لوگوں نے نعرہائے مسرت سے خیر مقدم کیا۔ امام مسجد نے وہ طویل پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو بحری تار کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے امام حضرت صاحبزادہ صاحب نے ہندوستان سے ارسال فرمایا تھا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے پیغامات تہنیت پڑھ کر سنائے۔ جو اکناف عالم سے آئے تھے۔ امام صاحب مسجد نے ایک طویل تقریر میں اس امر کی تشریح فرمائی۔ کہ امیر فیصل کا شریک نہ ہونا ایک غلط فہمی پر مبنی ہے +

جس وقت شیخ عبدالقادر صاحب نے مسجد کا دروازہ کھولا "اللہ اکبر" کے روح پرور نعرے عرش بریں تک پہنچے۔ اس کے بعد تمام پارٹی مسجد میں داخل ہوئی۔ جہاں تقریریں کی گئیں۔ شیخ عبدالقادر نے امیر فیصل کی عدم شرکت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اگرچہ میں احمدی نہیں ہوں۔ لیکن میں نہایت مسرت کے ساتھ مسجد کا افتتاح کرتا ہوں۔ آپ نے اپنی طویل تقریر میں دیر تک جماعت احمدیہ کی خصوصیات دحسن بیان فرمائیں۔ اور فرمایا کہ دنیا میں ایسا کوئی مذہب نہیں ہے۔ جس میں مختلف فرقے نہ ہوں۔ لہٰذا اسلام بھی اس کلیہ سے مستثنےٰ نہیں +

مہاراجہ صاحب بردوان نے فرمایا۔ کہ اگرچہ میں مسلمان نہیں ہوں۔ لیکن اس تقریب میں شریک ہونا میں نہ صرف اپنا حق بلکہ اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ ہندو مسلم اختلافات کے بارہ میں مہاراجہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ ان اختلافات کا تعلق صرف مذہب سے ہے۔ دنیوی مسائل سے کچھ واسطہ نہیں۔ آج کل جو کچھ ہندوستان میں ہو رہا ہے۔ یہ محض عارضی ہے۔ دو نگڑا برس کر بادل پھٹ جائیں گے۔ کیونکہ ہندو مسلمانوں کے قلوب صاف اور قوی ہیں +

تقریروں کے بعد چاء پانی ہوا۔ اس کے بعد سب سے پہلی مرتبہ لنڈن میں نعرۂ توحید بلند ہوا۔ یعنی بلال نبوی کے جانشین مؤذن نے صدائے "اللہ اکبر" بلند کی۔ اور مسلمان وضو کر کے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

(منقول از روزنامہ ہمدم ۱۰ر اکتوبر لکھنؤ ۔)

——— رگبی ۵ر اکتوبر۔ امپیریل کانفرنس کا اجلاس جو غالباً چھ ہفتہ تک ہوتا رہے گا، ۱۹ر اکتوبر سے شروع ہونے والا ہے ہندوستان۔ جنوبی افریقہ۔ اور نیو فونڈ لینڈ کے نمائندگان آ گئے ہونگے۔ آسٹریلیا کے بعض نمائندگان بھی لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ لیکن وہاں کے وزیر اعظم مسٹر بروس ابھی تک پیرس میں ہیں۔ اور غالباً ایک دن اور رہیں گے +

نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم معہ اپنے رفقاء کے نیوزی لینڈ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ اور راستہ میں ہیں۔ لیکن کینیڈا کے وزیر اب تک روانہ نہیں ہوئے ہیں۔ اور غالباً اس ہفتہ کے ختم سے پہلے روانہ ہو سکیں گے۔ آئرلینڈ کی آزاد حکومت کے نمائندگان بھی بعد کی تاریخوں میں کانفرنس میں شریک ہو جائیں گے +

——— طہران ۳ر اکتوبر۔ آج مجلس نے ایک قرار داد منظور کی ہے۔ کہ مکہ و مدینہ پر وہابیوں کے مظالم اور حجاز کے مستقبل کے مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے ۱۲ ارکان کی ایک مجلس بنائی جائے۔

——— ترکوں نے ایک جلسہ میں جس کے اندر ڈھائی سو اصحاب حل و عقد جمع تھے بجائے عربی کے لاطینی حروف کے استعمال کا آخری اور یقینی فیصلہ کر لیا ہے +

——— رگبی ۵ر اکتوبر۔ ملک معظم نے الین کابھیم کو نائب کمانڈر آف برٹش امپائر کا خطاب عطا فرمایا۔ سر جنٹ وارڈ کو ہوائی دستہ کا تمغہ اور ڈی۔ رے میکینک کو او۔ بی۔ ای کا خطاب دیا +

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)